قربانی

قرآن کریم اور تعلیمات نبویہ کی روشنی میں

از قلم

حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب حفظہ اللہ
پرنسپل جامعہ رشیدیہ، مناواں، لاہور
صدر ادارہ آب حیات ٹرسٹ، سرپرست جمعیت تحفظ اہل سنت والجماعت لاہور

ایک ایسا رسالہ جس میں قرآنی آیات، نبوی ارشادات کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے کہ قربانی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کی اہمیت کیا ہے؟ اللہ کے ہاں اس عظیم عمل کا مرتبہ اور مقام کیا ہے؟ اس عظیم عمل کے صلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو کیا ملتا ہے؟ قرآن اور حدیث کی روشنی میں ضمنی طور پر مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔

ناشر

ادارہ آبِ حیات ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

جامعہ رشیدیہ، غوث گارڈن نمبر 2 جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ

0321-9458876-0300-9458876

فہرست مضامین

اپنی بات

الْحَمْدُ للهِ الْعَالِمِ بِعَدَدِ الرَّمْلِ وَالنَّمْلِ وَالْقَطْرِ، وَمُصَرِّفِ الْوَقْتِ وَالزَّمَنِ وَالدَّهْرِ، الْخَبِيرِ بِخَافِي السِّرِّ وَسَامِعِ الْجَهْرِ، الْقَدِيرِ عَلَى مَا يَشَاءُ بِالْعِزِّ وَالْقَهْرِ، أَقْرَبَ إِلَى الْعَبْدِ مِنَ الْعُنُقِ إِلَى النَّحْرِ {هُوَ الَّذِي يسيركم في البر والبحر}الْقَدِيمِ فَلا إِلَهَ سِوَاهُ، الْكَرِيمِ فِي مَنْحِهِ وَعَطَايَاهُ، الْقَاهِرِ لِمَنْ خَالَفَهُ وَعَصَاهُ، خَلَقَ آدَمَ بِيَدِهِ وَسَوَّاهُ وَاسْتَخْرَجَ ذُرِّيَّتَهُ كَالذَّرِّ. وَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّهِ وَرَسُولِهِ وَحَبِيبِهِ مُحَمَّدٍسَيِّدِالاَنبِيَاءِ وَالبَشَرِ، امابعد

اللہ رب العالمین کی کرم نوازی، اس کی دستگیری اور راہنمائی سے میں اپنے اَحباب کی خدمت میں قربانی جیسے موضوع پر ایک رسالہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، اگرچہ اس رسالہ کو تیار کرنے میں بندہ ناچیز کے تین چار دن صرف ہوئے ہیں، اگر مزید تین چار دن لگتے تو یقیناً یہ مختصر رسالہ نہ رہتا، ایک اچھی بھلی کتاب بن جاتی، لیکن اسی کو غنیمت جانتے ہوئے پیش کر رہا ہوں۔

اس رسالہ میں بندہ نے قرآنِ کریم کی روشن آیات، ان کے ذیل میں مفسرینِ کرام کی آراء پیش کی ہیں، اسی طرح اس رسالے کا اہم ترین حصہ وہ ہے جسے میں نے نبی کریم ﷺ کے نورانی اور مبارک ارشادات سے مزیّن کیا ہے، ان ارشادات طیبات کے ذیل میں حضراتِ محدثینِ کرام کی طرف سے بیان کی گئی تشریح بھی پیش کی گئی ہے، تاکہ کسی مقام پر میرے پڑھنے والے اَحباب کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ان آیات اور نبوی ارشادات کے ذیل میں ضروری مسائل بھی آ گئے ہیں، لیکن الگ سے مسائل کو بھی ذکر کر دیا ہے، تاکہ اجمالی طور پر جو ساتھی ان سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ ان مسائل کو دیکھ لیں۔

اللہ رب العالمین کی عالی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ ہماری تمام کاوشوں کو اپنے ہاں مقبول و منظور فرمالے، اس کی منظوری کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، ابراہیم علیہ السلام جیسا جلیل پیغمبر بیت اللہ تعمیر کرنے کے بعد اسی سے قبول کرواتا ہے۔ اللہ ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔

محمودالرشیدحدوٹی جامعہ رشیدیہ، مناواں لاہور کینٹ

۲۶، اگست ۲۰۱۵، بروز بدھ، صبح پونے سات بجے۔

قربانی

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں

قربانی کی اہمیت

قربانی کی مشروعیت کا اسی بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا حکم اللہ تعالیٰ کی مقدس اور نورانی کتاب قرآن کریم میں دیا گیا ہے، اس کی اہمیت کا اس سے پتا چلتا ہے کہ نماز کے حکم کے ساتھ قربانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اہلِ علم کے نزدیک امر وجوب کے لیے آتا ہے، اس لیے انہوں نے قربانی کو واجب قرار دیا ہے، جمہور کے نزدیک قربانی سنت ہے، پھر اس کا ثبوت سنت رسول ﷺ سے بھی ہے اور اجماع امت سے بھی ہے، نبی کریم ﷺ مدینہ شریف میں دس سال رہے، ہر سال قربانی کرتے رہے، متواتر احادیث میں قربانی کی اہمیت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) (الکوثر: ۲)

پس نماز ادا کیجیے اور قربانی کیجیے۔

یہاں نماز کا حکم دیا گیا ہے، بعض کے نزدیک اس سے مراد نماز فجر ہے، بعض کے نزدیک اس سے مراد نماز عید ہے، نحر اونٹ کی قربانی کو کہا جاتا ہے، باقی جانوروں کی قربانی کرنے کو ذبح کرنا کہا جاتا ہے، عرب میں چونکہ اونٹ کی قربانی کو بڑی اہمیت حاصل تھی اس لیے اللہ نے اس مقام پر نحر کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح سورۃ الانعام میں بھی نماز کے ساتھ قربانی کا ذکر ہے، ارشاد ہے

قُلْ إِنَّ صَلاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) (لا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (الأنعام: ۱۶۲، ۱۶۳)

فرما دیجیے !میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت جہانوں کے پروردگار کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، میں اسی بات کا حکم دیا گیا ہوں، اور میں پہلے پہل تابعداری کرنے والا ہوں۔

یہاں میری نماز کے بعد فوراً ہی میری قربانی کا لفظ قربانی کی اہمیت کو مزید واضح کرتا ہے، پھر لفظ اللہ کا لام بتاتا ہے کہ یہ سارے کام اللہ کے لیے ہیں، اسی کی رضا کے لیے ہیں، اسی کی خوشنودی کے لیے ہیں، جس طرح مشرکین اللہ کے نام کے ساتھ بتوں کا نام لیتے تھے، ان کے نام کی چیزوں کو مختص کر دیتے تھے، ان کے نام کی قربانیاں کرتے تھے، مسلمان ایسا نہیں کرتا اور نہ ہی کر سکتا ہے، مسلمان تو سب سے ہٹ کٹ کر خالص اللہ ہی کے لیے ہر کام کرتا ہے۔

ہر امت کے لیے قربانی کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ قربانی ہر امت میں مقرر رہی، جیسے ارشاد ہے

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكاً لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا) (الحج: ۳۴)

اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی مقرر کر دی تھی تاکہ اللہ نے جو چار پائے انھیں دیے ہیں ان پر اللہ کا نام یاد کیا کریں پھر تم سب کا معبود تو ایک اللہ ہی ہے پس اس کے فرمانبردار رہو اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنادو۔

امام فخر الدین رازی ﷫ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ سابقہ امتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے ان کے بعد تک قربانی کی کوئی نہ کوئی صورت قائم رہی ہے۔(تفسیر کبیر)

علامہ ابن کثیر ﷫ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ قربانیاں کرنے اور خون بہانے کا طریقہ ہمیشہ سے رہا ہے۔(تفسیر ابن کثیر ج۵ ص۴۲۴)

مفسر قرآن حضرت مجاہد ﷫ فرماتے ہیں کہ یہاں منسک سے مراد خون بہانا ہے ، (تفسیر در منثور ج۶ ص۴۷)

حضرت عکرمہ ﷫ فرماتے ہیں منسک سے مراد ذبح کرنا ہے،(تفسیر در منثور ج۶ ص۴۷)

علامہ قرطبی ﷫ فرماتے ہیں کہ منسک کا اللہ نے ذکر کیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی امت قربانیاں کرنے سے خالی نہیں رہی۔(تفسیر قرطبی ج۱۲ ص ۵۸)علامہ طبری

رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ تم سے پہلے اللہ پر ایمان رکھنے والی جماعت کے لیے یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ وہ جانوروں کا خون بہائیں (طبری ج۱۸ص۵۲۷)
علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جانوروں کو ذبح کرنا اس امت کے خصائص میں سے نہیں ہے بلکہ ان سے پہلی امتوں کے لیے بھی قربانی مشروع تھی
(زادالمسیر ج۳ص۲۳۶) تفسیر روح البیان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ایمان والی امتوں کے لیے قربانی کا طریقہ جائز قرار دیا تھا۔
اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ(سورۃ الحج،٦٧)
ہم نے ہر امت کے لیے ذبح کرنے کا طریقہ مقرر کیا ہے،وہ اس طریقہ پر ذبح کیا کرتے تھے۔
کافر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کرتے تھے کہ جس جانور کو اللہ ماردے تو تم لوگ اسے نہیں کھاتے ہو اور جسے تم خود چھریوں سے مارتے ہو،ذبح کرتے ہو اسے کھاتے ہو، اللہ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو آپ سے جھگڑا کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، ہم نے ہر امت کے لیے جانور ذبح کرنے کا طریقہ مقرر کیا ہے۔

جانور قربان کرنے کا مقصد

سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ اشاد فرماتے ہیں
وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (٣٦) لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ (٣٧)الحج
اور ہم نے تمہارے لیے قربانی کے اونٹ کو اللہ کی نشانیوں میں سے بنایا ہے، تمہارے لیے ان میں فائدے بھی ہیں، پھر ان پر اللہ کا نام کھڑا کر کے لو پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑیں تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور سائل کو بھی کھلاؤ، اللہ نے انھیں

تمہارے لیے ایسا مسخر کر دیا ہے تا کہ تم شکر کرو(۳۶)اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیز گاری اس کے ہاں پہنچتی ہے، اسی طرح انھیں تمہارے تابع کر دیا تا کہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو، اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور نیکوں کو خوشخبری سنا دو۔

بُدنَ یہ بدَنۃٌ کی جمع ہے، اونٹ کے لیے یہ لفظ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب اسے حرم کے لیے خاص کیا جائے ،جسامت کی وجہ سے بڑا ہونے کی بناء پر اسے بدنہ کہا گیا ہے، یہاں اونٹ کے لیے یہ لفظ خاص دکھلائی دے رہا ہے جب کہ نبی کریم ﷺ نے گائے کو بھی بدنہ میں شامل فرمایا ہے۔ پھر اسے بدنہ اس لیے بھی کہا گیا ہے کہ اسے کھڑا کر کے نحر کیا جاتا ہے جب کہ گائے کو ذبح کیا جاتا ہے ، چھوٹے جانوروں کی قربانی اگر چہ جائز ہے مگر وہ اس میں شامل نہیں ہیں۔

فیہا خیرٌ فرمایا کہ اس میں تمہارے لیے خیر ہی خیر ہے، یعنی اسے نحر کرنے میں تمہارے لیے اجر ہے، تمہیں ضرورت پیش آئے تو تم اس پر سوار ہو سکتے ہو، جب تمہیں دودھ کی ضرورت پیش آئے تو اونٹنی کا دودھ استعمال کر سکتے ہو، اللہ نے تمہارے لیے اس میں دینی اور دنیوی منافع رکھ دیے ہیں، دنیا میں نفع ہی نفع ہے اور آخرت میں اجر ہی اجر ہے۔

پھر یہاں واضح فرما دیا کہ جب تم جانور کا نحر کرو(ذبح کرنے کے لیے بھی یہی حکم ہے)تو اس وقت اللہ کا نام لو، مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ذبح کے وقت یہ پڑھے

بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ لا إِلٰهِ إِلَّا الله والله أَكبَر اللَّهُمَّ مِنْكَ وَإِلَيْكَ،

اللہ کے نام کے ساتھ ، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اے میرے اللہ! یہ جانور تیری طرف سے ہے اور تیری طرف ہی اسے قربان کر رہا ہوں۔

یہاں صواف کو صوافیَ بھی پڑھا گیا ہے، جس کا معنی ہے خالص اللہ کے لیے اسے نحر کر رہا ہوں، اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنے کی حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دیکھنے والوں کی تعداد کو زیادہ سے زیادہ ظاہر کرنا ہے تا کہ ضرورت مندوں کے دل مضبوط ہوں ، اس کے نحر کے وقت قریب کھڑے ہونا زیادہ اجر و ثواب کا کام ہے، کیونکہ اس موقع پر اللہ اکبر کی صدائیں کثرت سے بلند ہوتی ہیں، اللہ کا نام بلند ہوتا ہے اور دینی شعائر ظاہر ہوتے ہیں۔

پھر جب اس کا گوشت وغیر تیار ہو جائے تو خود بھی کھانے کا حکم ہے اور محتاجوں، ضرورت مندوں اور سائلوں کو بھی دینے کا حکم ہے، قانع اس بندے کو کہاجاتا ہے جو قناعت کی وجہ سے سوال نہیں کرتا، اسے جتنا دیاجائے اس پر راضی ہو جاتا ہے، اسے بھی دیناچاہیے اور معترا سے کہاجاتا ہے جو مانگتا ہے، پھر جب اسے کچھ دیاجائے تو اس سے بہتر مانگتا ہے، پھر مختلف روپ میں مانگتا ہے۔

اہلِ علم نے قرآنِ کریم کی اسی آیت سے یہ اِستدلال کیاہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہییں، ایک حصہ قربانی کرنے والوں کا، ایک ان کے دوست احباب کا اور تیسرا حصہ فقراء، مساکین کا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ قربانی کرنے والا آدھا گوشت خود رکھ سکتا ہے اور آدھا صدقہ کر سکتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

مشرکین مکہ جب جانور ذبح کرتے تو اس کا خون اور گوشت بتوں کو لگاتے، کعبہ کی دیواروں کے ساتھ ملتے تھے، مسلمانوں کے دل میں بھی خیال آیا کہ جانور ذبح کرنے کے بعد ایسا کریں تو اللہ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا اور اس آیت میں واضح کر دیا کہ تمہارے خون اور گوشت اللہ کو نہیں پہنچتے، اللہ کو تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

آیت کے آخر میں مخبتین فرمایا ہے، اس کا معنی محسنین ہے یعنی اے محمد !ﷺ نیکی کرنے والوں کو خوشخبری سنادیں، محسنین محسن کی جمع ہے، محسن اسے کہاجاتا ہے جو نیک اعمال بجالاتا ہے اور ان پر ڈٹا بھی رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ نیک اعمال اس کی عادت ثانیہ بن جاتے ہیں، اللہ کی حدود کے پر قائم رہتا ہے، شریعت کی اتباع اور پیروی کرتا ہے، رسول کریم ﷺ کا جو پیغام اس تک پہنچا اس کی تصدیق کرتا ہے، اس پر اسے بہت زیادہ اجر و ثواب ملتا ہے۔

یہاں اونٹ کا ذکر خصوصیت سے کرنے کی وجہ یہی ہے کہ یہ عرب میں عام طور پر پایاجاتا ہے، عربوں کے ہاں مرغوب جانور ہے، اس کی قربانی افضل ہے

حلال جانوروں کا ذِکر

جن جانوروں کا کھانا حلال قرار دیا گیاہے ان کا ذکر سورۃ الانعام میں اللہ نے فرمایا ہے

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (۱۴۳) وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَذَا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (۱۴۴)سورۃ الانعام)

(یہ بڑے چھوٹے چارپائے) آٹھ قسم کے (ہیں) دو (دو) بھیڑوں میں سے اور دو (دو) بکریوں میں سے (یعنی ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ) (اے پیغمبر ﷺ ان سے) پوچھو کہ (خدا نے) دونوں (کے) نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں (کی) مادینوں کو یا جو بچہ مادینوں کے پیٹ میں لپٹ رہا ہو اُسے؟ اگر سچے ہو تو مجھے سند سے بتاؤ۔ اور دو (دو) اونٹوں میں سے دو (دو) گایوں میں سے (ان کے بارے میں بھی ان سے) پوچھو کہ (خدا نے) دونوں (کے نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں (کی) مادینوں کو یا جو بچہ مادینوں کے پیٹ میں لپٹ رہا ہو اس کو بھلا جس وقت خدا نے تم کو اس کا حکم دیا تھا تم اس وقت موجود تھے.؟ تو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ افترا کرے تاکہ ازراہ بے دانشی لوگوں کو گمراہ کرے؟ کچھ شک نہیں کہ خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس آیت میں زمانۂ جاہلیت میں کہی جانے والی باتوں کی تردید ہے، جس میں زمانۂ جاہلیت کے لوگوں نے جانوروں کو کئی حصوں میں تقسیم کرر کھا تھا، کسی کو اپنے طور پر حلال اور کسی کو اپنے طور پر حرام کرر کھا تھا، اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے، جانوروں کی یہ اقسام انسانوں کے لیے حلال ہیں، ان کا گوشت کھا سکتے ہیں اور ان کا دودھ استعمال کر سکتے ہیں، ان پر سوار ہو سکتے ہیں اور ان پر سامان لاد سکتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ان جانوروں میں سے میں نے کسی چیز کو حرام نہیں کیا ہے۔

قربانی کی فضیلت

نبوی تعلیمات کی روشنی میں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ، إِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا، وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الأَرْضِ، فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا (الترمذی،ابن ماجہ ،الحاکم)

قربانی کے دن آدمی کا کوئی عمل اللہ کے ہاں خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے، قیامت کے دن وہ اپنے سینگوں، اپنے بالوں اوراپنے کھروں کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگی اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک خاص درجہ میں پہنچ جاتا ہے، اس لیے تم لوگ دل کی خوشی سے قربانی کرو۔ (ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)

یہاں جو فرمایا کہ قربانی کا جانور اپنے سینگوں، اپنے کھروں اوراپنے بالوں کے ساتھ آئے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سب چیزوں کے بدلے میں اسے اجر وثواب ملے گا۔

قربانی سنت ابراہیمی

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَالَ أَصْحَاب رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: مَا هَذِهِ الْأَضَاحِي؟ قَالَ: "سُنَّةُ أَبِيكُم إِبْرَاهِيم عَلَيْهِ السَّلَام"، قَالُوا: فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ الله؟ قَالَ: بِكُل شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ، قَالُوا: فَالصُّوفُ يَا رَسُولَ الله؟ قَالَ: بِكُل شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ(ابْن مَاجَه)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ قربانیاں کیا چیز ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے ابا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہمارے لیے ان میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! اُون والے جانوروں میں ہمارے لیے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُون والے جانور کے ہر بال کے بدلے میں بھی ایک نیکی ہے۔

قربانی میں سینگوں والا مینڈھا افضل ہے

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ، وَخَيْرُ الْأُضْحِيَةِ الْكَبْشُ الْأَقْرَنُ(ابوداؤد)
بہترین کفن حلہ ہے اور بہترین قربانی سینگوں والا مینڈھا ہے۔

حلہ کی جمع حلل آتی ہے، یمنی چادروں کو حلل کہا جاتا ہے، حلہ اس کفن کو کہا جاتا ہے کہ دونوں کپڑے ایک ہی جنس کے ہوں، کاٹن کے سلے ہوئے کپڑے کو حلہ کہا جاتا ہے، دوسے کم نہ ہوں، ایک تہبند اور دوسری چادر، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ تہبند اور چادر دونوں قمیص کے اوپر ہوں تو اسے حلہ کہا جاتا ہے، یہ سنت کفن ہے، (شرح سنن ابن ماجہ سیوطی)

کبش کسی بھی عمر کے مینڈھا کو کہا جاتا ہے، اس کی مادہ کو ضأن کہتے ہیں، اس کے مڑے ہوئے بڑے سینگ ہوتے ہیں، اگر اس کی دم گول چکی کی طرح بھاری ہو تو دنبہ کہلاتا ہے، اسے عربی میں خروف کہتے ہیں۔ مصباح اللغات میں ہے کہ کبش مینڈھے کو کہتے ہیں جب کہ وہ دوسال کا ہو، لسان العرب میں ہے کہ کبش مینڈھے کو کہتے جس عمر کا بھی ہو۔ اس میں اشارہ کر دیا کہ مونث سے مذکر جانور قربان کرنا زیادہ افضل ہے، اس لیے کہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے، شارح مشکوٰۃ طیبی نے کہا کہ کبش الاقرن کی اس لیے فضیلت ہے کہ یہ جسامت کے لحاظ سے بڑا ہوتا ہے اور موٹا بھی ہوتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمَّى وَكبر قَالَ: رَأَيْتُهُ وَضَّاعاً قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا وَيَقُولُ: «بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أكبر (بخاری)
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سفید، سینگوں والے مینڈھے قربان کیے، ان دونوں کو اپنے مبارک ہاتھوں سے ذبح کیا، بسم اللہ پڑھی اور اللہ اکبر کہا، راوی کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا قدم مبارک اس مینڈھے کے ایک طرف رکھے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے، بسم اللہ اللہ اکبر۔

معلوم ہوا کہ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا سنت عمل ہے، یا دوسری روایت کے مطابق قربانی کے وقت اپنے جانور کے پاس کھڑے ہونا، جیسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ

اپنی قربانی کے پاس کھڑی ہو جا، بسم اللہ پڑھنااور تکبیر کہنا بھی ضروری ہے، املح اس مینڈھے کو کہاجاتاہے جو بالکل سفید ہو، یا کچھ کچھ سفیدی ہو اور کچھ کچھ سیاہ ہو، بہر حال اس طرح کا مینڈھا نظر کو اچھالگتاہے، اصل مقصود قربانی سے یہ ہے کہ جانوراللہ کی رضاکے لیے قربان کیاجائے ، خوب پلاہواہو تاکہ اس کا گوشت غرباءاور مساکین کی کفایت کر جائے، اقرن قرن سے ہے، قرن عربی میں سینگ کو کہاجاتاہے، یہاں مطلب یہ ہے کہ اس کے دونوں سینگ ہوں اور دونوں خوبصورت لگ رہے ہوں، اس حدیث کو ہی سامنے رکھتے ہوئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ سینگوں والا مینڈھا ذبح کرنا مستحب ہے، ہاں اگر کسی کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں تو وہ اس کے خلاف نہیں ہے، لیکن جس کے سینگ جڑ سے نکلے ہوں تو یہ وہ عیب ہے جس سے یہ جانور قربانی نہیں لگتا۔

اس کے ایک طرف سے مضبوطی کے ساتھ اس لیے تھاماتا کہ وہ حرکت نہ کرے، حرکت کرنے کی وجہ سے ممکن ہے کہ یکبارگی ذبح کرنے میں رکاوٹ ڈال دے، جو کہ کسی طور پر مناسب نہیں ہے، اس طرح جانور کو تکلیف ہو گی جو کہ شریعت میں منع ہے۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ، يَأْكُلُ فِي سَوَادٍ، وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ(سنن ابن ماجہ،باب ثواب الاضحیہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کی، جو کامل الخلقت تھا، جو کالی چیز میں کھاتا، کالی چیز کے ساتھ چلتا، کالی چیز میں سے دیکھتا۔

فحیل سے مراد یہ ہے کہ وہ پیدائش کے لحاظ سے مکمل ہو، کوئی چیز اس کی ٹوٹی ہوئی نہ ہو جس کے باعث وہ بدنماد کھائی دے رہاہو، اسی طرح کالی چیز میں چرتاہو سے مراد یہ ہے کہ اس کا پیٹ کالاہو، یعنی وہاں کالے بال ہوں، کالی چیز سے چلتاہو سے مراد یہ ہے کہ اس کی ٹانگیں سیاہ ہوں، کالی چیز سے دیکھتاہو سے مراد یہ ہے کہ مینڈھے کا سر سفید ہو اور اس میں اس کی آنکھوں کی جگہ کالی ہو، اس طرح کا مینڈھا خوبصورت دکھائی دیتاہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ، وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ، فَقَالَ لَهَا: «يَا عَائِشَةُ، هَلُمِّي الْمُدْيَةَ»، ثُمَّ قَالَ:

اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ ، فَفَعَلَتْ: ثُمَّ أَخَذَهَا، وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ، ثُمَّ ذَبَحَهُ، ثُمَّ قَالَ: بِاسْمِ اللهِ، اللهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ ضَحَّى بِهِ " (مُسلم)

رسول کریم ﷺ نے سینگ والا مینڈھالانے کا حکم دیا، جو کالی ٹانگوں کے ساتھ چلتا، سیاہ پہلو پر بیٹھتا، اس کی آنکھیں سیاہ ، چنانچہ ایسا مینڈھالایا گیا تاکہ آپ ﷺ اسے ذبح کریں، آپ ﷺ نے انہیں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو) فرمایا کہ چھری لاؤ، پھر فرمایا: چھری کو پتھر کے ساتھ تیز کرلو، چنانچہ میں نے ایسا کیا، پھر آپ ﷺ نے چھری پکڑی اور مینڈھے کو لٹادیا، پھر اسے ذبح کر دیا، پھر کہا: بسم اللہ، اے میرے اللہ! محمد (ﷺ) کی طرف سے قبول فرما، محمد (ﷺ) کی اولاد کی طرف سے قبول فرما، امتِ محمد (ﷺ) کی طرف سے قبول فرما، پھر آپ ﷺ نے اس کی قربانی کر دی۔

افضل قربانی

بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق ارشاد ہے

وَالأَفضَلُ مِن كُلِّ جِنسٍ أَسمَنُهُ، وَأَكثَرُهُ لَحماً، وَأَكمَلُهُ خِلقَةً، وَأَحسِنُهُ مَنظَراً

قربانی کا جانور ہر جنس میں سے افضل وہ ہے جو موٹا تازہ ہو، جس کا گوشت زیادہ ہو، جو پیدائشی طور پر کامل الاعضاء ہو، جو دیکھنے میں خوبصورت لگے۔

یہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مینڈھے میں آل محمد ﷺ شریک تھے ، بلکہ آپ ﷺ نے اپنی طرف سے مینڈھے کی قربانی کرنے کے بعد ثواب میں ان کی شرکت کی دعا کی، اس لیے کہ مینڈھا، بکری، بکرا ایک ہی شخص کی طرف سے ہو سکتا ہے، اگر دو شخص ان جانوروں میں شریک ہوں گے تو قربانی جائز نہیں ہے۔

ہاں اگر دو بیٹوں نے مل کر ایک بکری خریدی ، یاوراثت میں انہیں ایک بکری ملی اور وہ اس کو اپنی والدہ کی طرف سے قربانی دینا چاہتے ہیں تو یہ جائز ہے، اس لیے کہ یہاں قربانی ایک سے زائد کی طرف سے نہیں ہے، اسی طرح اگر دو بیٹوں نے اپنی ماں یا اپنے والد کو رقم دی کہ وہ اس سے قربانی کا جانور خرید کر قربانی کریں تو یہ بھی جائز ہے،

میزان میں تلنے والی نیکیاں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ضَحُّوا، وَطَيِّبُوا بِهَا أَنْفُسَكُمْ؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ مُسْلِمٍ يُوَجِّهُ ضَحِيَّتَهُ إِلَى الْقِبْلَةِ إِلَّا كَانَ دَمُهَا، وَفَرَثُهَا، وَصُوفُهَا حَسَنَاتٍ مُحْضَرَاتٍ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(مصنف عبدالرزاق)

قربانی کرو، دل کی خوشی سے کرو، کیونکہ کوئی مسلمان جب اپنی قربانی کو قبلہ کی طرف متوجہ کرتا ہے تو اس کا خون، اس کا گوبر، اس کی اون قیامت کے دن اس کے میزان میں نیکیوں کی صورت میں حاضر کی جائے گی۔

اپنی قربانی کے پاس کھڑے ہونا

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ

اشْهَدِي نَسِيكَتَكِ؛ فَإِنَّهُ يُغْفَرُ لَكِ عِنْدَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهَا(مصنف عبدالرزاق)

اپنی قربانی کے پاس موجود رہ، کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرے پر ہی اللہ تجھے معاف کردیں گے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا

يَا فَاطِمَةُ، قُومِي إِلَى أُضحِيَتِكِ فَاشهَدِيهَا، فَإِنَّ لَكِ بِكُلِّ قَطرَةٍ تَقطُرُ مِن دَمِهَا أَن يُغفَرَ لَكِ مَا سَلَفَ مِن ذُنُوبِكِ(معجم کبیرطبرانی،معجم اوسط طبرانی)

اے فاطمہ !اٹھ، اپنی قربانیوں کے پاس حاضر ہو جا، پس بے شک تیرے لیے اس کے ہر قطرے کے بدلے جو زمین میں گرتا ہے یہ صلہ ہے کہ تیرے پچھلے گناہ سارے معاف کردیے جائیں گے۔

جس شخص کو ذبح کرنے کا طریقہ معلوم ہے، ذبح کے آداب جانتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنی قربانی خود ذبح کرے، اس لیے کہ ذبح کرنا عبادت ہے اور عبادت کے لیے ضروری ہے کہ بندہ خود اسے انجام دے، مگر قربانی ایسی عبادت ہے اگر بندہ درست طریقے سے ذبح نہیں کرسکتا، اسے طریقہ معلوم نہیں ہے، اسے ذبح کے آداب کا علم نہیں ہے تو اس کے لیے مستحب عمل یہ ہے کہ وہ اپنی قربانی کے پاس کھڑا رہے، جیسے نبی

کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تم اپنی قربانیوں کے پاس حاضر رہو، نبی کریم ﷺ کے فرمان کی اتباع میں جو بندہ اپنی قربانیوں کے پاس کھڑا رہتا ہے اس کو اس اتباع پر اجر و ثواب ملتا ہے۔

قربانی کا جانور موٹا اور مہنگا

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

إِنَّ أَحَبَّ الضَّحَايَا إِلَى اللهِ أَغْلَاهَا وَأَسْمَنُهَا (سنن الکبریٰ للبیقی)

اللہ کے ہاں سب سے محبوب قربانیاں وہ ہیں جو مہنگی ہوں اور موٹی تازہ ہوں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں اپنی قربانیوں کو موٹا تازہ کیا کرتے تھے اور دوسرے مسلمان بھی اپنی قربانیوں کو موٹا تازہ کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

موٹا تازہ جانور ایک تو آنکھوں کو اچھا لگتا ہے، اس کو دیکھتے ہی بے ساختہ سبحان اللہ کہنے کا جی چاہتا ہے، پھر اس میں گوشت بھی زیادہ ہوتا ہے، اس کی خوبصورتی اور گوشت کی زیادتی کے باعث اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے، گوشت زیادہ ہونے کا فائدہ غریب، مسکین، ضرورت مند اور محتاج لوگوں کو زیادہ ہے، ان کو بھی اس خوشی کے موقع پر گوشت مل جاتا ہے جو اپنی فقیری، مسکینی اور غریبی کی وجہ سے سالہا سال گوشت نہیں کھا سکتے، ان کے پاس گوشت خریدنے کی ہمت و استطاعت ہی نہیں ہوتی، اس لیے جو چیز غریبوں اور مسکینوں کے فائدے میں جائے تو اسے قربان کرنے میں اللہ راضی ہوتے ہیں، جیسے ایک دوسری روایت میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

وَإِنَّمَا جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى هَذِهِ الْأُضْحِيَةَ لِيَشْبَعَ فِيهَا مَسَاكِينُكُمْ مِنَ اللَّحْمِ فَأَطْعِمُوهُمْ

بے شک اللہ نے ان قربانیوں کا حکم اس لیے دیا ہے تاکہ ان میں تمہارے مسکینوں کو گوشت کھلا کر شکم سیر کرے، اس لیے تم انہیں کھلاؤ۔ (امالی الخمیسیہ ج ۱ ص ۳۵۸)

اس روایت میں واضح فرمایا گیا کہ قربانیوں سے مقصد یہی ہے کہ مسکین شکم سیر ہو، یا کم از کم اس کی ضرورت تو پوری ہو، یہاں شکم سیر کرنے کا ذکر ہے، اس سے پتا چلتا ہے کہ فقیروں اور مسکینوں کو اتنا گوشت دینا چاہیے جتنا انہیں کافی ہو جائے۔

کنزالعمال کی ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی قربانیوں کو خوب موٹا تازہ کیا کرو، کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔(کنزالعمال)

قربانی نہ کرنے والے کے لیے وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا

مَنْ وَجَدَ سَعَةً لِأَنْ يُضَحِّيَ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَحْضُرْ مُصَلَّانَا(السنن الکبریٰ للبیہقی)

جس نے قربانی کی گنجائش پائی پھر بھی قربانی نہیں کی تو وہ ہماری عید گاہ میں حاضر نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت ہے جس میں مصلی(عید گاہ) کی بجائے مسجد کے الفاظ آئے ہیں، ارشاد فرمایا

مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبْنَا فِي مَسْجِدِنَا(السنن الکبریٰ للبیہقی)

جس نے قربانی کرنے کی گنجائش پائی، پھر بھی قربانی نہیں کی تو وہ ہماری مسجد میں ہمارے قریب بھی نہ آئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا(مستدرک حاکم)

جس شخص کے پاس مال ہو، پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔

یہی وہ روایات ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے اہلِ علم کہتے ہیں کہ قربانی کرنا واجب ہے، اس لیے کہ ان روایات میں جو بات واضح معلوم ہوتی ہے وہ ان لوگوں پر ناراضگی ہے جو گنجائش، ہمت اور استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کرتے۔

کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے مالوں کو دوسری ضروریات پر خرچ کرنے کے باوجود اللہ کا حکم بھی دل کی خوشی سے بجالاتے ہیں، وہ مہنگے سے مہنگا، خوبصورت سے خوبصورت جانور اس موقع پر خریدنے کی کوشش کرتے ہیں، اور وہ لوگ کس قدر

بدنصیب ہیں کہ ان کے پاس دنیاکاہر تقاضااور ضرورت پوری کرنے کے لیے مال وزر موجود ہوتاہے مگر اللہ کا حکم پورا کرنے کے لیے وہ ہزار حیلوں بہانوں سے کام لیتے ہیں، اپنی دیگر ضروریات کارونا روتے ہیں مگر اللہ کے نام پر وہ جانوذبح نہیں کرتے، جس کے بارے میں فرمایا گیا کہ قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ افضل کام اللہ کے ہاں اور کوئی نہیں ہے، یہاں صاحب ِ حیثیت، کنجوس، بخیل لوگوں کو کس طرح دھتکارا گیاہے کہ گنجائش کے باوجود تم قربانی نہیں کرتے ہو اس لیے جہاں ہم نماز پڑھیں وہاں تم مت آؤ، جہاں مسلمان قربانی کی نماز ادا کرنے جمع ہوں وہاں تم نہ آنا، جہاں مسلمان اجتماعی دعا کرتے ہیں، اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتے ہیں، جس مجمع پر اللہ فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں، جس مجمع کو دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں وہاں یہ بدنصیب نہ آئے جسے اللہ کے نام پر جانور کا خون بہانے میں ہچکچاہٹ ہوتی ہے، جسے اللہ کے حکم سے زیادہ اپنا مال محبوب ہے، جسے اللہ کا حکم پورا کرنے سے زیادہ اپنا بینک بیلنس زیادہ عزیز ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَا أُنْفِقَتْ الْوَرِقُ فِي شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ نَحِيرَةٍ فِي يَوْمِ عِيدٍ (دارقطني،نيل الاوطار)

عید کے دن قربانی کرنے کے لیے خرچ کی گئی چاندی سے افضل کوئی چیز نہیں ہے۔

قربانی ہر ذبیحہ کی ناسخ ہے

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

نَسَخَ الْأَضْحَى كُلَّ ذَبْحٍ ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ كُلَّ صَوْمٍ ، وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ كُلَّ غُسْلٍ ، وَالزَّكَاةُ كُلَّ صَدَقَةٍ (السنن الكبرىٰ للبيهقى)

قربانی نے ہر ذبیحہ کو منسوخ کر دیاہے، رمضان کے روزے نے ہر روزے کو منسوخ کر دیا ہے، غسل جنابت نے ہر غسل کو منسوخ کر دیاہے، زکوۃ نے ہر صدقہ کو منسوخ کر دیاہے۔

پتا چلا کہ امت محمدیہ کو اللہ نے قربانی کرنے کا جو طریقہ بتایا یہ پہلی امتوں کو بتائے گئے طریقے سے بہترین طریقہ ہے، یہ اللہ کا محبوب طریقہ ہے، اس کے جاری ہونے کے بعد پہلے لوگ جو کچھ کرتے تھے، جس طریقے سے کرتے تھے وہ سب ختم سمجھا جائے،

اسے منسوخ سمجھا جائے، اب وہی جانور حلال سمجھا جائے گا جسے امت محمدی کے طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے گا، پہلے لوگ جانوروں کے ساتھ ظلم کرتے تھے، جانور کو کھڑا کر کے اس کا نشانہ لیتے تھے، زندہ جانور کا گوشت اتار لیتے تھے، اسلام نے یہ بے رحمانہ طریقے منسوخ کر دیے ہیں۔

قربانی کے لیے قرض

قربانی کے فضائل دیکھتے اور پڑھتے ہوئے ہر مسلمان کے دل میں ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ بھی اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لیے، اپنے گناہوں کی بخشش کے لیے، اپنے رب کی عالی بارگاہ سے اجر و ثواب حاصل کرنے اور اس کی رضا چاہنے کے لیے اپنے حلال مال سے جانور خرید کر اس کے بلند نام پر قربان کر دے، بسا اوقات ہاتھ تنگ ہونے کی وجہ سے آدمی گھبرا جاتا ہے، مگر ایمان والے کبھی گھبراتے نہیں ہیں، وہ ہمت و کوشش سے یہ کام کر گزرتے ہیں، جیسے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی شان تھی کہ وہ نیکیاں حاصل کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے، اسی لیے اللہ نے انہیں جیتے جی رضا کا پروانہ دے کر انہیں جنتی قرار دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ !

أَسْتَدِينُ وَأُضَحِّي؟ قَالَ: " نَعَمْ فَإِنَّهُ دَيْنٌ مَقْضِيٌّ(السنن الکبریٰ للبیہقی)

کیا میں قرض مانگ کر قربانی کر سکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ! یہ ایسا قرض ہے جو ادا کر دیا جائے گا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی اسی شخص پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہے، غریب آدمی پر قربانی واجب نہیں ہے، یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اس سے پتا چلتا ہے کہ اگر فی الوقت کسی شخص کے پاس قربانی کرنے کے لیے رقم موجود نہ ہو تو وہ ادھا لے لے، کسی سے قرض لے لے مگر اس واجب کو ہاتھ سے جانے نہ دے، یہ قرض ادا ہو ہی جائے گا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ

ایک آدمی کے پاس پہلے ہی گنجائش نہیں ہے اوپر سے وہ قرضے کا بار بھی اپنے سر پر اٹھالیتا ہے۔

حافظ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ضعیف، مرسل قرار دیا ہے، مرسل روایت جمہور کے نزدیک حجت ہوتی ہے، رہی بات ضعیف کی تو فضائل اعمال میں ضعیف روایت تسلیم کی جاتی ہے۔

قربانی کرنے والے کا ہاتھ کام کی طرف دل اللہ کی طرف

قربانی کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ کو کام کی طرف، دل اور دماغ کو حاضر رکھتے ہوئے رب العالمین کی طرف توجہ کرے، اسے یاد کرے، اس سے قبولیت کی دعائیں کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق عمل کرے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن دو مینڈھے ذبح کیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں قبلہ کی طرف متوجہ کیا تو یوں فرمایا:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي، وَنُسُكِي، وَمَحْيَايَ، وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ، وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ، وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ(مسلم)

بے شک میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف متوجہ کیا، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، یکسوئی کے ساتھ، میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، میں اسی بات کا حکم دیا گیا ہوں، میں پہلے پہل مسلمان ہونے والا ہوں، اے میرے اللہ! یہ تیری ہی طرف سے ہے اور تیرے ہی لیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی امت کی طرف سے قربان کیا جارہا ہے۔

سنت طریقہ یہی ہے کہ جانور کو قبلہ کی طرف لٹایا جائے، اس کے ہاتھ پاؤں مضبوطی کے ساتھ باندھ دیے جائے، بکری وغیرہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا جائے، پھر یہ کلمات پڑھ کر بسم اللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھ کر اس کے گلے پر چھری پھیری جائے۔

قربانی کرنے والے کے ناخن اور بال

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يُقَلِّمْ أَظْفَارَهُ، وَلَا يَحْلِقْ شَيْئًا مِنْ شَعْرِهِ فِي الْعَشْرِ الْأُوَلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ»(سنن الدارمی)

جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے وہ اپنے ناخن نہ کاٹے، ذی الحجہ کے پہلے دس دن اپنے بالوں میں سے کوئی چیز نہ کاٹے۔

جونہی ذی الحج کا چاند نظر آئے تب سے لے کر قربانی کرنے تک یہ پابندی کرنا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سنت کی اتباع کرتے ہوئے ناخنوں وغیرہ کو قربانی کے بعد کاٹے، جیسے قرآن میں ہے کہ

{ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ} [الحج: ۲۹]
پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اتباع سنت میں داڑھی اور مونچھوں سے لے لیا کرتے تھے (مرقات شرح مشکوٰۃ)

جب ناخن تراشے یا بال کاٹے تو کترن کو دفن کر دینا چاہیے یا پھینک دینا چاہیے، مگر کوڑے دان اور غسل خانے میں ڈالنا مکروہ ہے،ایک روایت میں ناخن جمعرات کو تراشنے کا ذکر ملتا ہے مگر صاحب مرقات لکھتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے، جب بھی ضرورت ہو تو انسان کو ناخن تراش لینے چاہییں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ وہ جمعہ کی نماز کے لیے جانے سے پہلے اپنے ناخن تراش لیتے تھے اور مونچھیں صاف کر لیتے تھے، انسانی ناخن انسان کی زینت اور فائدے کے لیے ہیں،اس کے ساتھ انسان اپنے جسم سے کھجلی کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ناخن اور اپنی مونچھیں ہر جمعہ کے دن تراشا کرتے تھے، اپنے زیر موئے ناف بیس دن کے بعد صاف کرتے تھے، اپنی بغلیں چالیس دن بعد صاف کرتے تھے۔(مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۷)

جن جانوروں کی قربانی نہیں ہوتی

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ
مَا يُتَّقَى مِنَ الضَّحَايَا؟ قَالَ «الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا تُنْقِي (سنن الدارمی)
قربانی کے لیے کن جانوروں سے گریز کرنا چاہیے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایسے جانوروں سے گریز کرنا چاہیے جو کہ اندھا ہو، جس کا اندھا پن واضح ہو، ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، ایسا بیمار جانور جس کی بیماری ظاہر ہو، بہت دبلا جانور کہ کمزوری اور دبلے پن کی وجہ سے جس کی ہڈیوں سے گودا ختم ہو گیا ہو۔

دوسری روایت میں عجفاء کی جگہ کسیر کا لفظ آیا ہے، جس کا مفہوم یہی ہے، حضرت براء رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میں ایسے جانور کی قربانی کرنے کو ناپسند کرتا ہوں جس کے دانتوں میں عیب ہو، جس کے کانوں میں عیب ہو، جس کے سینگوں میں عیب ہو، انہوں نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دے مگر کسی پر ان کو حرام نہ کر۔ (سنن الدارمی)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ
أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ، وَأَنْ لَا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا خَرْقَاءَ وَلَا شَرْقَاءَ
آنکھ اور کان دیکھ لیا کریں، اور مقابلہ ،مدابرہ ،خرقاء اور شرقاء کی قربانی نہ کیا کریں (دارمی)

اِستِشرَاف کا معنی ہے بہت اچھی طرح، گہری نظر سے جانور کو یا کسی چیز کو دیکھنا، اس طرح دیکھنا کہ ایک ہاتھ اپنی پیشانی پر اس طرح رکھے کہ سورج وغیرہ کی روشنی کی وجہ سے اسے دیکھنے میں غلطی نہ لگے ، مُقَابَلَہ اس جانور کو کہا جاتا ہے جس کے کانوں کا کنارہ کٹا ہو، مُدَابَرَہ وہ جانور جس کی پچھلی کٹی ہوئی ہو اور اسے یونہی لٹکا ہوا چھوڑ دیا گیا ہو، خَرقَاء وہ اونٹنی جو درست طریقہ سے زمین پر پاؤں نہ رکھتی ہو، اس جانور کو بھی کہتے ہیں جس کے کان میں آر پار سوراخ ہو۔ شَرقَاء یہ لفظ شرق سے ہے جس کا معنی ہے وہ جانور جس کا کان لمبائی میں کٹا ہو۔

ابو داوٗد شریف میں ایک روایت ہے، یزید بن خالد مصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
يَا أَبَا الْوَلِيدِ، إِنِّي خَرَجْتُ أَلْتَمِسُ الضَّحَايَا فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا يُعْجِبُنِي غَيْرَ ثَرْمَاءَ فَكَرِهْتُهَا فَمَا تَقُولُ؟ قَالَ: أَفَلَا جِئْتَنِي بِهَا. قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ تَجُوزُ عَنْكَ وَلَا تَجُوزُ عَنِّي. قَالَ: نَعَمْ، إِنَّكَ تَشُكُّ وَلَا أَشُكُّ، إِنَّمَا " نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُصْفَرَّةِ، وَالْمُسْتَأْصَلَةِ، وَالْبَخْقَاءِ وَالْمُشَيَّعَةِ، وَكِسَرَا،

میں عتبہ بن عبد سُلمی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، میں نے اس سے کہا، اے ابوالولید! میں قربانی کا جانور تلاش کرنے نکلا تھا، میں نے کوئی ایسا جانور نہیں دیکھا جو مجھے اچھا لگتا، سوائے ایک ٹوٹے ہوئے دانتوں والے جانور کے، لیکن میں نے اسے خریدنا پسند نہیں کیا، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ابوالولید نے کہا، وہ میرے لیے خرید لاتے، تو میں نے کہا، سبحان اللہ، ایسا جانور آپ اسے قربان کریں تو جائز ہو اور میری طرف سے ہو تو جائز نہ ہو، ابوالولید نے کہا، ہاں! اس لیے کہ تو شک کرتا ہے اور میں شک نہیں کرتا ہوں، بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصفرہ، مستاصلہ، بخقاء، مشیعہ، کسراء، سے منع کیا ہے۔

مُصفَرَّۃ وہ جانور ہے جس کے کان جڑ سے نکل گئے ہوں یہاں تک کہ اس کے سوراخ نظر آنے لگیں۔ مُستَأصَلَہ وہ جانور ہے جس کے سینگ جڑ سے نکال دیے گئے ہوں۔ بَخقَاءُ وہ جانور جس س کی آنکھ تو اپنی جگہ پر قائم ہو لیکن اس کی روشنی چلی گئی ہو۔ مُشَیَّعَہ وہ جانور ہے جو خود نہ چل سکتا ہو، اسے چلانا پڑے۔ کَسرَاءُ ایسا جانور جس کا کمزوری کی وجہ سے ہڈیوں سے گودا تک ختم ہو گیا ہو۔

ان روایات کی روشنی میں دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ اندھے، کانے، لنگڑے اور دُم کٹے جانور کی قربانی نہیں کرنی چاہیے، لنگڑے جانور کا مطلب یہ ہے جو تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھا پاؤں زمین پر نہیں رکھ سکتا، رکھتا تو ہے مگر اس کے ساتھ چل نہیں سکتا تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔ اسی طرح جس جانور کے کان یا دانت بالکل نہ ہوں تو اس کی قربانی بھی درست نہیں ہے، ہاں اگر دو چار دانت نہ ہوں یا ایک کان ذرا سا یعنی تہائی سے کم کٹ گیا ہو تو قربانی درست ہے۔ جس جانور کا سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ گیا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، البتہ اگر تھوڑا سا ٹوٹا ہے یا پیدائشی طور پر سینگ

نہیں ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔اسی طرح بہت زیادہ کمزور،لاغر، مریل اور دبلے جانور کی قربانی نہیں کرنی چاہیے ،جس کی ہڈیوں سے مخ ، گودانکل گیاہو،صرف ہڈی اور چمڑارہ گیاہو، اس کے بدن پر گوشت بالکل نہ ہو۔اگر قربانی کاجانور خریدنے کے بعداس میں کوئی عیب یانقص پیداہوگیاتواگرامیر آدمی ہے تواس کودوسراجانور خرید کر قربانی کرنی چاہیے، اگر غریب آدمی ہے توپھراسی جانور کی قربانی کردے،اگر قربانی کے جانور کے پیٹ سے بچہ نکل آئے تو قربانی درست ہے، اگراس کی شکل بن گئی ہے تواس کو بھی ذبح کردے،اگر پہلے سے پتا تھا کہ اس جانور کے پیٹ میں بچہ ہے تو بھی اس کی قربانی درست ہے۔

قربانی کا گوشت

حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّا كُنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ أَنْ تَأْكُلُوهَا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ كَيْ تَسَعَكُمْ، فَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالسَّعَةِ، فَكُلُوا، وَادَّخِرُوا، وَاتَّجِرُوا (سنن الدارمی)

بے شک ہم نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ دنوں تک کھانے سے روکا تھا تاکہ تمہارے لیے وسعت پیداہوجائے، پس اللہ نے وسعت پیدا کردی ہے، اس لیے تم قربانی کا گوشت کھاؤ بھی، کھلاؤ بھی اوراس کو ذخیرہ بھی کر اوراس پر اجروثواب طلب کرو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ، لَا تَأْكُلُوا لَحْمَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ» فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَهُمْ عِيَالًا وَحَشَمًا وَخَدَمًا، فَقَالَ: «كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَاحْبِسُوا (مستدرک حاکم)

اے مدینہ والو! تین دن سے زیادہ قربانیوں کا گوشت مت کھاؤ، توان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ ان کے بچے ہیں ،ان کے نوکرچاکرہیں تو یہ کیسے ہوسکتاہے؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قربانیوں کا گوشت خود کھاؤ، دوسروں کو کھلاؤ، اور(خدم وحشم اور عیال) کے لیے روک رکھو۔

مستدرک حاکم میں ایک دوسری روایت بھی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا
كُلُوا الْأَضَاحِيَّ وَادَّخِرُوا(مستدرک حاکم)
قربانیوں کا گوشت کھاؤ اور اسے ذخیرہ بھی کرو۔
جس زمانے میں آپ ﷺ نے لوگوں کو قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا اس زمانے میں لوگوں کو سخت دشواری کا سامنا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے پابندی لگادی تھی کہ کوئی شخص تین دن سے زیادہ قربانیوں کا گوشت نہیں کھاسکتا، جب حالات بہتر ہوگئے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو اجازت دے دی کہ تم خود بھی کھاؤ، لوگوں کو بھی کھلاؤ اور ذخیرہ بھی کرلو، اس لیے جب آدمی کی اپنی ضرورت اس درجہ کی ہو تو قربانی کا گوشت گھر میں استعمال کرسکتا ہے۔

نیت کا بڑا عمل دخل ہے

ایک انسان کی نیت خالص ہو تو اس کی نیت بھی بہت کچھ کر جاتی ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اسے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا
أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحَى عِيدًا جَعَلَهُ اللَّهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ» قَالَ الرَّجُلُ: فَإِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا مَنِيحَةً أُنْثَى أَوْ شَاةَ أَهْلِي أَوْ مَنِيحَتَهُمْ أَذْبَحُهَا قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ قَلِّمْ أَظْفَارَكَ، وَقُصَّ شَارِبَكَ، وَاحْلِقْ عَانَتَكَ فَذَاكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ»(مستدرک حاکم)
میں قربانی کے دن عید منانے کا حکم دیا گیا ہوں، اللہ نے اسے امت محمد ﷺ کے لیے خاص کیا ہے، اس شخص نے عرض کی، اگر میں اس دن قربانی کرنے کے لیے مؤنث منیحہ، یا گھریلو بکری وغیرہ نہ پاؤں تو کیا میں ان کے دیے ہوئے عطیہ کو ذبح کردوں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تم اپنے ناخن تراش لو، اپنی مونچھوں کے بال لے لو، اپنے زیر موئے ناف بال صاف کرلو، یہ اللہ کے ہاں تمہاری قربانی ہے۔
منیحہ اس اونٹنی یا اس بکری کو کہا جاتا ہے جو کسی شخص کو اس لیے دی جاتی ہے کہ وہ اس سے اپنی ضرورت پوری کرے، اس کا دودھ استعمال کرے، ایک مدت تک اس کی اُون وغیرہ استعمال کرے اور پھر واپس کردے، ظاہر ہے یہ ایسی چیز ہے جو دینے والے

نے قربانی کرنے کے لیے اسے نہیں دی ہے، بلکہ ایک مدت تک اس سے فائدہ حاصل کرنے کی اسے اجازت ہے، یہ چیز ہے تو اصل مالک کی، اس کے پاس اس جانور کے علاوہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے نفع اٹھائے، اس لیے آپ ﷺ نے اس کو منع کر دیا کہ تم اس جانور کی قربانی نہ کرو جو تمہیں کسی نے فائدہ اٹھانے کے لیے دی ہے، تمہاری نیت خالص ہے، تم دل سے قربانی کرنے کی خواہش رکھتے ہو لہذا تمہیں اللہ کی طرف سے تمہاری نیت پر اجر مل جائے گا، پھر آپ ﷺ نے اس سوال کرنے والے کو جو جو کام کرنے کا حکم دیا اس کے بعد فرمایا کہ تیری قربانی تام ہے، تیری نیت خالص کی وجہ سے، ایسا کرنے کا ثواب بھی تجھے اسی طرح ملے گا جس طرح قربانی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

اونٹ اور گائے میں سات حصے

ابو الاسود سُلمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں

كُنْتُ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرِهِ فَأَدْرَكَنَا الْأَضْحَى فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا دِرْهَمًا فَاشْتَرَيْنَا أُضْحِيَّةً بِسَبْعَةِ دَرَاهِمَ وَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَقَدْ غَلِينَا بِهَا فَقَالَ: «إِنَّ أَفْضَلَ الضَّحَايَا أَغْلَاهَا وَأَسْمَنُهَا» قَالَ: ثُمَّ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ رَجُلٌ بِرِجْلٍ وَرَجُلٌ بِرِجْلٍ، وَرَجُلٌ بِيَدٍ وَرَجُلٌ بِيَدٍ، وَرَجُلٌ بِقَرْنٍ وَرَجُلٌ بِقَرْنٍ، وَذَبَحَ السَّابِعُ وَكَبَّرُوا عَلَيْهَا جَمِيعًا (مستدرک حاکم)

میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں سات آدمیوں میں سے ساتواں تھا، ادھر قربانی کا وقت آگیا، تو آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا، چنانچہ ہم میں سے ہر شخص نے ایک ایک درھم جمع کیا، پھر ہم نے سات درھموں سے قربانی کا جانور خریدا، ہم نے عرض کی، یارسول اللہ! ہم نے مہنگی قربانی خرید لی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، قربانیوں میں سب سے افضل وہ قربانی ہے جو مہنگی ہو اور موٹی تازہ ہو، راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تو ایک شخص نے جانور کی ایک ٹانگ پکڑ لی، دوسرے نے دوسری ٹانگ پکڑ لی، تیسرے شخص نے اگلی ٹانگ پکڑ لی، چوتھے نے اگلی دوسری ٹانگ پکڑ لی، پانچویں شخص نے سینگ پکڑ لیا، چھٹے نے دوسرا سینگ پکڑ لیا، ساتویں آدمی نے جانور ذبح کیا، ان سب نے مل کر اس جانور پر تکبیر پڑھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
الْبَقَرَۃُ عَنْ سَبْعَۃٍ وَالْجَزُورُ عَنْ سَبْعَۃٍ(مسلم،ابوداؤد)
گائے سات آدمیوں کی طرف سے ہے اوراونٹ بھی سات کی طرف سے ہے۔
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا کرتے تھے، ہم سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کرتے تھے، ہم سب اس میں شریک ہوتے تھے۔(مسلم، باب الاشتراک فی الھدی)ابو داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے کہ ہم گائے اوراونٹ میں سات آدمی شریک ہوتے تھے۔علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو درست تسلیم کیاہے۔حدیبیہ کے سال میں بھی جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی تو اس میں گائے اوراونٹ میں سات لوگ شریک تھے۔ (ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ترمذی میں روایت ہے کہ
ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو ہم نے دس آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ قربان کیا۔(ترمذی)

سات آدمی بڑے جانور میں شریک ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے، البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت میں تین زائد حصوں کا ذکر ہے، جس کو مان لینے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس روایت سے ایک وہ روایت ٹکرا رہی ہے جو حضرت انس سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
الجَزُورُ عَن سَبعَۃٍ
اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ہے

اس ارشاد سے واضح دکھائی دے رہاہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنا عمل بتارہے ہیں کہ ہم نے دس آدمیوں کی طرف سے اونٹ کیا، حالانکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایات سے واضح ہورہاہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے واونٹ میں سات آدمیوں کو شریک کرنے کا حکم دیا، اب جب فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے عمل کی روایت آجائے تو ترجیح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ گرامی ہی کو ہو گی، اس لیے اونٹ میں

سات آدمیوں کی شرکت والی روایات ہی زیادہ مضبوط اور قوی ہیں، انہی پر آج تک امت مسلمہ کا اجماعی عمل رہا ہے۔

جانور کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ذبح کرنے کے لیے بکری کو پہلو کے بل لٹادیا، اس حال میں کہ وہ اپنی چھری تیز کر رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
أَتُرِيدُ أَنْ تُمِيتَهَا مَوْتَاتٍ هَلَّا حَدَدْتَ شَفْرَتَكَ قَبْلَ أَنْ تُضْجِعَهَا(مستدرک حاکم)
کیا تو چاہتا ہے کہ اس جانور کو کئی موتوں سے دوچار کرے، تو نے اس جانور کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کیوں نہیں کی؟

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ، فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ، فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ(ابن ماجہ)
بے شک اللہ نے لکھ دیا ہے ہر چیز کے ساتھ اچھائی کرنا، جب تم قتل کرو تو اچھی طرح کرو، جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح کرو، چاہیے کہ تم اپنی چھری کو تیز کر لو اور اپنی قربانی کو آرام پہنچاؤ۔ (قتل سے مراد یہاں شکار کرنا ہے یا قصاص کے طور پر کسی کو قتل کرنا ہے)

چھری تیز کرنے سے جانور کو اس طرح راحت اور آرام پہنچتا ہے کہ اسے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی، تیز ہونے کی وجہ سے چھری تیز چلتی ہے، کند چھری چمڑے اور گوشت میں سے تیزی کے ساتھ نہیں گزرتی جس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح جانور کے سامنے چھری تیز نہیں کرنا چاہیے، ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہیں کرنا چاہیے، مسلم شریف کے شارح حضرت شرف الدین امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جانور کو مذبح کی طرف بھی اس وقت ہانک کر نہ لیجایا جائے جب وہاں دوسرا جانور ذبح ہو رہا ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھری مانگی تو ساتھ ہی فرمایا کہ اسے تیز کر لو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سخت ناراض ہوتے تھے کہ چھری جانور کے سامنے تیز کی جائے، بلکہ جانور کے سامنے چھری تیز کرنے والے کو درّے لگاتے تھے۔

اپنے مرحومین کی طرف سے قربانی کرنا

ترمذی شریف میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے

أَنَّهُ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ، فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: أَمَرَنِي بِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَدَعُهُ أَبَدًا

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ قربانی کے موقع پر دو مینڈھے ذبح کیا کرتے تھے ، ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسرا اپنی طرف سے، انہیں اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا، اس لیے میں اس عمل کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں۔(ابوداؤد) حاکم کی روایت میں ہے کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ دو مینڈھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دو مینڈھے اپنی طرف سے ذبح کیا کرتے تھے اور ساتھ فرماتے تھے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی، س لیے میں یہ کام ان کی طرف سے کرتا رہوں گا۔(مستدرک حاکم)

اس سے پتا چلا کہ مرحومین کی طرف سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے، جس طرح حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مینڈھا ذبح کیا اسی طرح امت مسلمہ کے باقی لوگ بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرسکتے ہیں، بکری، بکرا، دنبی ،دنبا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ذبح کیا جاسکتا ہے اور بڑے جانوروں اونٹ، گائے وغیرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ بھی شامل کیا جاسکتا ہے، دونوں صورتیں درست ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دنبہ ذبح کیا، پھر دوسرا دنبہ ذبح کیا اور فرمایا یہ قربانی اس کی طرف سے ہے جو میری امت میں سے مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی۔(جمع الفوائد)

جب نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر اتنے مہربان ہیں، اتنے احسان کرنے والے ہیں تو امت کے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کو یاد رکھیں،

اپنی قربانیوں میں آپ ﷺ کا حصہ بھی شامل کریں، یہ بہترین عشق رسول ﷺ ہے، بہترین محبت کا اظہار ہے۔

عید قربان کی شان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا،

يَا جِبْرِيلُ كَيْفَ رَأَيْتَ عِيدَنَا؟ فَقَالَ: لَقَدْ تَبَاهَى بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ (مستدرک حاکم)

اے جبریل! آپ کا ہماری عید کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا: آپ کی عید پر آسمان والے ایک دوسرے پر فخر ومباہات کرتے ہیں۔

عید کا معنی ہوتا ہے خوشی کا دن، وہ دن جس میں کسی کی یاد منائی جائے، تو آج کے دن مسلمان ایک کھلے میدان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد تازہ کر رہے ہوتے ہیں، جنہوں نے شیطان کے تمام داؤ پیچ ناکام بنائے، اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لیے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر اس وقت چھری رکھ دی تھی جب بیٹا بھاگنے، دوڑنے کے قابل ہو گیا، اپنے باپ کے کاندھے کے ساتھ کاندھا ملا کر اس کا سہارا بننے کے لائق ہو گیا، اللہ کے اشارے پر اس بیٹے کی گردن پر بھی چھری چلادی، شیطان نے ہزار جتن کیے کہ ایسا نہ ہو مگر جو ہونا تھا وہ ہوا، جو انہوں نے کرنا تھا وہ کیا، چنانچہ انہی کی یاد میں مسلمان آج اپنے جانوروں کی گردنوں پر چھری چلا کر اللہ کو راضی کرتا ہے۔

شیطان کی چیخ و پکار تو اسی وقت شروع ہو جاتی ہے جب ایک شخص اپنے اللہ کو راضی کرنے کا ارادہ کرتے ہی حرم محترم کی طرف قدم بڑھاتا ہے، مگر عرفات کے میدان میں جب اللہ کے مہمان اللہ کی بارگاہ میں ایک ہی لباس میں دکھائی دیتے ہیں، زاریاں کرتے، روتے دھوتے، آنسو بہاتے، نادم و شرمندہ ہوتے ہوئے التجاؤں میں مصروف ہوتے ہیں شیطان کو اس وقت بہت زیادہ تکلیف ہو رہی ہوتی ہے، جب حاجی کو اللہ اس طرح کر دیتا ہے جس طرح اپنی ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوا تھا اس وقت شیطان چلاتا ہے، چیختا ہے اور چنگھاڑتا ہے، جب حاجی منیٰ میں بڑے شیطان کو کنکریاں مارتا ہے، تکبیر کی صدائیں بلند کرتا ہے تو اس وقت بھی شیطان کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔

جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کا نام بلند کیا تھا، آج دنیا بھر میں مسلمان صدائے اللہ اکبر کی گونج سے اللہ کی عظمت وبڑائی کے ترانے گاتا ہے، شیطان کو تکلیف ہوتی ہے، حرم محترم کے ارد گرد ان اللہ کے مہمانوں کا ہجوم ہوتا ہے جو سفید لباس میں اس کے نام کی بلندی کے لیے چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں، پھر منیٰ میں پہنچ کر اس کے نام پر اپنے جانور ذبح کرتے ہیں، پھر قربانیوں کے بعد اپنے سر منڈوا کر، طواف زیارت کرتے ہی اپنے احرام کھول دیتے ہیں، یہ وہ دیدنی مناظر ہوتے ہیں، جن کے باعث اللہ اپنے ان مہمان بندوں کی اداؤں پر خوش ہوتے ہیں، انہی اداؤں کو دیکھ دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے فخر ومباہات کرتے ہیں۔ اسی کے لیے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ سارا منظر تم کس نظر سے دیکھتے ہو تو جواب ملا کہ آسمانوں پر اس منظر کو دیکھ کر خوشیاں منائی جارہی ہیں۔

عید پر عمدہ لباس

حضرت زید بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ
أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِيدَيْنِ أَنْ نَلْبَسَ أَجْوَدَ مَا نَجِدُ، وَأَنْ نَتَطَيَّبَ بِأَجْوَدَ مَا نَجِدُ، وَأَنْ نُضَحِّيَ بِأَسْمَنِ مَا نَجِدُ، الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ(حاکم)

ہمیں دونوں عیدوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم عمدہ لباس زیب تن کریں، جو ہمیں میسر ہے، ہم دونوں عیدوں پر عمدہ خوشبو لگائیں جو ہمیں میسر ہے، ہمیں موٹی تازہ قربانی کرنے کا حکم دیا، جو ہمیں میسر ہو، گائے سات آدمیوں کی طرف سے ہے۔

قربانی کے چند ضروری مسائل

دس ذی الحج سے لے کر بارہ تاریخ کی شام تک یعنی تین دن قربانی کے ہیں۔

❁ نویں ذی الحج کی صبح سے تیرہویں ذی الحج کی عصر تک تکبیراتِ تشریق مردوں کے لیے ایک بار بلند آواز سے اور عورتوں کے لیے آہستہ آواز میں کہنا واجب ہے، چاہے جماعت سے نماز ادا کی جائے یا اکیلے ادا کی جائے دونوں صورتوں میں تکبیرات واجب ہیں۔

❁ تکبیرات تشریق یہ ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

❁ عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے قربانی کرنا شہر والوں کے لیے درست نہیں ہے، البتہ گاؤں میں یا جنگلات میں جب چاہے قربانی کرلے۔

❁ بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی صرف ان جانوروں کی قربانی درست ہے، ان کے علاوہ کسی دوسرے جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔

❁ گائے، بھینس، اونٹ میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔

❁ جب گوشت بن جائے تو سب حصہ داروں میں برابر تول کر تقسیم کیا جائے۔

❁ بکری، بکرے کی عمر کم سے کم ایک سال ہے، اس سے کم ان کی قربانی نہیں ہوتی۔

❁ بھینس، بھینسا، گائے، بیل کی عمر کم سے کم دو سال ہے، اس سے کم ان کی قربانی نہیں ہوتی۔

❁ اونٹ، اونٹنی کی عمر کم سے کم پانچ سال ہے، اس سے کم ان کی قربانی نہیں ہوتی۔

❁ بھیڑ اور دنبہ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کر سال کا دکھائی دے رہا ہو تو چھ ماہ یا اس سے زائد کی قربانی درست ہے، لیکن سال بھر کا اگر دکھائی نہیں دیتا تو اس کے لیے بھی سال کا ہونا ضروری ہے۔

❁ قربانی کی کھال رنگ کر خود استعمال کرنا درست ہے، اگر اسے فروخت کرنا ہے تو قیمت صدقہ کر دی جائے، قربانی کی کھال مسجد یا کسی رفاہی کام میں لگانا درست نہیں، بہتر ہے دینی مدارس کے طلباء کو عطیہ کر دے۔

❁ کسی قصائی کو قربانی کا گوشت، کھال، پائے مزدوری میں نہ دے، بلکہ مزدوری الگ سے دے۔

❁ کسی پر قربانی واجب تھی مگر قربانی کے دنوں میں نہیں کر سکا تو اب اس کی رقم خیرات کر دے۔

❁ اپنی قربانی کے ساتھ کسی دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا بھی درست ہے۔

❁ قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو بھی دیا جاسکتا ہے۔

❁ قربانی میں گوشت کھانے کی نیت بالکل نہ ہو بلکہ اللہ کے نام پر خون بہانے اور اسے راضی کرنے کے لیے قربانی کی جائے، اگر سات حصہ داروں میں ایک شخص کی بھی نیت گوشت کھانے کی ہوگی تو سب کی قربانی برباد ہوگئی۔

❁ قربانی کے حصہ داروں میں سارے ہی مسلمان ہوں، کسی غیر مسلم کا ایک حصہ بھی شامل ہو گا تو سب کی قربانی ادا نہیں ہو گی، مقامی سطح پر علماء سے پوچھ لیا جائے۔
❁ قربانی کا جانور دن کو ذبح کیا جائے، رات کو کرنا مناسب نہیں ہے، اس لیے کہ رات کو روشنی کا مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے کچھ رگیں جن کا ذبح میں کاٹنا ضروری ہے وہ رہ سکتی ہیں، ہاں اگر رات کو روشنی کا مناسب انتظام ہے تو رات کو بھی کی جا سکتی ہے۔
❁ ایصالِ ثواب کے لیے قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے
❁ اگر کسی شخص کے حکم کے بغیر اس کی طرف سے قربانی کی تو قربانی نہیں ہو گی۔
❁ کسی شخص کو اس کے حکم واجازت کے بغیر قربانی میں شریک کیا تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہو گی
❁ قربانی کا گوشت اگر اپنی ضرورت ہے تو سارے کا سارا گھر میں استعمال کر سکتا ہے۔
❁ اگر قربانی کا سارے کا سارا گوشت کسی کو کھلا دے خود کچھ بھی نہ کھائے تو ایسا کر سکتا ہے۔
❁ خصی جانور کی قربانی جائز ہے بلکہ افضل ہے، اس لیے کہ اس کا گوشت زیادہ ہوتا ہے۔
❁ ذبح کرتے وقت تکبیر کے لیے مسنون الفاظ ہی کہنے چاہییں۔
❁ کسی نے قربانی کی نذر مانی اور وہ کام ہو جائے تو قربانی واجب ہے، اس کے گوشت سے خود نہیں کھا سکتا، فقراء اور مساکین کو کھلا دے۔
❁ قربانی کا گوشت بیچا نہیں جا سکتا۔
❁ اگر کسی شخص کی ساری آمدنی یا زیادہ تر آمدنی حرام کی ہو تو اس کو اپنے ساتھ قربانی میں شریک نہیں کرنا چاہیے، اگر شریک کیا تو کسی کی قربانی نہیں ہو گی۔
❁ کسی نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرے مال سے قربانی کی جائے تو اس قربانی کا سارا گوشت خیرات کرنا ضروری ہے، خود کچھ بھی نہ کھائے۔
❁ دشمنانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، منکرین ختم نبوت، منکرین قرآن، منکرین حدیث اور دیگر مرتدوں کو قربانی میں شریک کرنے سے سب کی قربانی ضائع ہو گئی۔

مولانا محمود الرَّشِید عباسی حَدَوٹی

کی چند شاہکار تصانیف

(۱) اسلامی نظام حیات
(۲) اسلام کا معاشی نظام
(۳) اسلامی عبادات
(۴) اسلامی عقائد
(۵) تقابل ادیان
(۶) اسلام اور مسیحیت
(۷) اسلام اور یہودیت
(۸) اسلام اور ہندومت
(۹) کلام ربانی کی کرنیں
(۱۰) سفید سمندر کے ساحل تک
(۱۱) تپتے صحرا (سفر نامہ ٹمبکٹو)
(۱۲) کاروان حرمین (سفر نامہ)
(۱۳) سلگتے ریگزار (سفر نامہ نیجر)
(۱۴) دریائے نیل کے ساحل تک
(۱۵) جزیروں کے دیس میں (سفر نامہ)
(۱۶) تاریخ عزیمت
(۱۷) فضائل مصطفے ﷺ
(۱۸) کلام نبوی کی کرنیں
(۱۹) معارف الفرقان (جلد اول)
(۲۱) شاتم رسول ﷺ کی شرعی سزا
(۲۱) خطبات دعوت
(۲۲) آخری دس سورتوں کی تفسیر
(۲۳) عبرت ناک زلزلہ
(۲۴) اسلام اور عورت
(۲۵) اسلام میں عورت کا مقام
(۲۶) اسلام اور نوجوان
(۲۷) دعوت و تبلیغ
(۲۸) مطالعہ اسلام
(۲۹) اہل سنت والجماعت
(۳۰) دیوار چمن سے زنداں تک
(۳۱) گستاخ دین صحافی
(۳۲) الدرر السنیہ فی الاحادیث القدسیہ
(۳۳) حدیقۃ الحضارہ فی العربیۃ المختارہ
(۳۴) مصباح الصرف
(۳۵) مصباح النحو
(۳۶) رشوت ستانی
(۳۷) بت شکن
(۳۸) بسنت کا تہوار
(۳۹) موت کا سوداگر
(۴۰) ایمان کے ڈاکو

(۴۱)بحر ظلمات کے ساحل تک
(۴۲)اسلام اور پیغمبر اسلام
(۴۳)غازی عبد الرشید شہیدؒ
(۴۴)فضائل مسجد
(۴۵)بے غبار تحریریں(کالم)
(۴٦)مسلمان کون ہوتا ہے؟
(۴۷)امیر عزیمت کی داستان حیات
(۴۸)مولانا ایثار القاسمی شہید
(۴۹)درد دل(کالموں کا مجموعہ)
(۵۰)روزہ(قرآن وسنت کی روشنی میں)
(۵۱)زکوٰۃ، صدقات، خیرات
(۵۲)حج(قرآن وسنت کی روشنی میں)
(۵۳)حج کے بعد زندگی کیسے؟
(۵۴)عورت کی حکمرانی
(۵۵) دعائے انبیاء
(۵٦)مناجات نبوی(نبوی دعائیں)
(۵۷)مطالعہ مذاہب
(۵۸)صلاۃ وسلام علی سید الانام
(۵۹)قرآن اور حاملین قرآن
(٦۰)مطالعہ قرآن(اول)
(٦۱)مطالعہ قرآن(دوم)
(٦۲)مطالعہ قرآن(سوم)
(٦۳)مطالعہ قران(پنجم)
(٦۴)مطالعہ قرآن(ششم)
(٦۵)مطالعہ قرآن(ہفتم)
(٦٦)مطالعہ قرآن(ہشتم)
(٦۷)مطالعہ قرآن(نہم)
(٦۸)حضرت سیدنا صدیق اکبر
(٦۹)حضرت سید عمر فاروق
(۷۰)حضرت سیدنا عثمان غنی
(۷۱)حضرت سیدنا علی المرتضیٰ
(۷۲)حضرت سیدنا حسین
(۷۳)حضرت سیدنا امیر معاویہ
(۷۴)نغمہ زنداں(جیل کی تقریریں)
(۷۵)معارف الحدیث(مجلدات)
(۷٦)نماز کتاب
(۷۷)فیضان حقانی(تبصرے)
(۷۸) مجلس ذکر
(۷۹)شان امت محمدی
(۸۰)نقوش(اداریے)
(۸۱)رمضان المبارک
(۸۲)قربانی
(۸۳)معراج النبی ﷺ
(۸۴)چہار شنبہ کی شرعی حیثیت

(۸۵)زاد محمود فی فضائل درود
(۸۶)علماء کرام کا مقام
(۸۷)بیت المقدس
(۸۸)ختم نبوت
(۸۹)زادالصالحین
(۹۰)عربی زبان
(۹۱)ارمغان مقیم
(۹۲)سنت مصطفی ﷺ
(۹۳)تزکیہ نفس
(۹۴)جہیز کی شرعی حیثیت
(۹۵)ذوق خطابت
(۹۶)مضامین فی سورة یاسین
(۹۷)ختم بخاری شریف
(۹۸)غیرت مسلم
(۹۹)فکر آخرت
(۱۰۰)مضامین بخاری
(۱۰۱)یوم دفاع پاکستان
(۱۰۲)پیغام توحید